کھلی چٹھی

(جسمیں مرزا کی پیشگوئی طاعون پر بحث ہے اور اسکی کتاب حقیقۃ الوحی اور اسکے آخری فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ و ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پر ریویو و استفسار مشتہرہ الحکم مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء و اعلان مندرجہ الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۷ء متعلقہ طاعون کا)

جواب

تمہیدی ریمارک ۔ مرزا کا استفسار الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا تو اس کے جواب میں خاکسار نے ایک خط ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو لکھ کر قلمی ارسال کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپنے جو ۳۰ اپریل کے الحکم میں ایک یہ اصول بیان کیا ہے کہ جیسے بادشاہوں کی رسم ہے کہ جب انکا غصہ کسی شہر پر نازل ہوتا اور اسمیں قتل عام کا حکم دیا جاتا ہے تو جس شخص کو سلطنت سے کوئی خاص تعلق ہوتا ہے۔ اسکی جان و عیال و اطفال کی نسبت شاہی فرمان جاری ہوتا ہے کہ ان پر کوئی سپاہی حملہ نہ کرے ویسے ہی خدا تعالی کی عادت ہے* کہ جب زمین پر غضب الٰہی نازل ہوتا ہے تو جس شخص کو خدا تعالے سے خاص تعلق ہوتا ہے اس کی نسبت ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔

پھر اسکے بعد یہ کہا ہے یہی وجہ ہے کہ جب طاعون دنیا پر نازل ہوئی تو اسکو

---

* یہ محض غلط و مغالطہ ہے جب کسی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے تو خدا کے مقبول اور صالحین کو بھی وہ عذاب دنیاوی شامل ہوتا ہے پھر آخرت میں صالحین کا حشر انکی نیت کے مطابق صالحین کے ساتھ ہوتا ہے۔ (دیکھو حدیث متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۳۲) اور جنکو اس عذاب دنیاوی سے خدا تعالے کو بچانا منظور ہوتا ہے انکو خدا تعالے اس قوم اور انکی بستیوں سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے جیسے حضرت لوط ع کو حکم ہوا تھا۔ دیکھو سورہ حجر رکوع ۵

ابتدائی زمانہ میں مجھے الہام ہوا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنے میں ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری میں ہے اسکو طاعون سے بچاؤنگا۔ چنانچہ قریبًا گیارہ برس کا عرصہ ہوا ہے جب یہ الہام ہوا تھا اور اس مدت تک لاکھوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہو کر مر گئے لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کُتا بھی داخل ہوا۔ تو طاعون سے محفوظ رہا۔

پھر اسکے بعد استفسار کیا ہے۔ کہ یہ کسقدر عظیم الشان معجزہ ہے چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی اس بات کا جواب دیں"!

اس جواب میں چونکہ آپنے مخالف مسلمانوں کو بھی مخاطب کیا ہے اور اس خاکسار کو اپنے مخالفین کا سرگروہ کہا ہوا ہے۔ لہذا میں اس استفسار کا یہ جواب دیتا ہوں کہ اس میں جو کچھ آپنے کہا ہے محض خلاف واقعہ اور بالکل غلط ہے۔ اس میں آپنے یہ جتایا ہے کہ آپکا کوئی پیرو جو آپکی چار دیواری میں تھا طاعون سے ہلاک نہیں ہوا۔ اور چار دیواری کی تشریح اپنی کشتی نوح صفحہ ۱۰ سطر ۶ وغیرہ میں روحانی چار دیواری سے کی اور یہ بات کہی ہوئی ہے کہ "اسجگہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو میری پوری پیروی کرتے ہیں اور میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔ اس تشریح کے مطابق اور نیز اس تعمیم اور تفضل و رحم عمیم کے رو سے (جو ایک رہگذر کتے۔ آپ کے گھر میں داخل ہونے والے کو بھی شامل ہے) اس پیشگوئی کا راست ہونا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپکے پیرواں سے ادنے سے ادنی کتے کا درجہ رکھنے والا بھی شکار طاعون نہوتا حالانکہ آپکے بڑے بڑے مشنری (آپکی رسالت کی تبلیغ کرنے والے اور آپکے مذہب کو دنیا میں پھیلانے والے) اور

دارالامان قادیان کے مہاجر (اپنے وطن چھوڑ کر وہاں ڈیرے جمانے والے) شکار طاعون ہو چکے ہیں جن کی تعداد بہت ہے مگر ہم سر دست تین شخصوں* کے جو سینکڑوں مرزائی اشخاص کے لیڈر (رہبر) تھے نام پیش کرتے ہیں:-

اول مولوی برہان الدین جہلمی جو مرزائیاں علاقہ جہلم اور اسکے اطراف کا پیشوا تھا۔ دوم مولوی جمال الدین باشندہ ساکن سید والہ ضلع منٹگمری جو اس علاقہ کے مرزائیوں کا پیشوا تھا۔ سوم محمد افضل سابق ایڈیٹر البدر جو آپکے مذہب کی خدمت اور اخبار کے ذریعہ دنیا میں اسکی اشاعت کرنے میں آپکے ان اصحاب کبار اور نامیان ذوے الاقتدار سے تھا۔ جن کے ذریعہ آپ کے مذہب کو دنیا میں رواج ہوا ہے اور وہ خاصکر دارالامان قادیان کی چار دیواری ظاہری وخاکی میں ڈیرہ جمانے کا شرف بھی حاصل کر چکا تھا۔

ان کی نسبت میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا لوگ آپکی پیروی میں اس رہگذر کتے کے (جو اتفاقاً آپکے گھر میں داخل ہو جائے) کے برابر بھی نہ تھے کہ وہ طاعون کے شکار ہو گئے اور خدا تعالے کے فرشتے ان کو طاعون سے بچا کر اس حکم الہی کے کہ اس گھر کے محافظ رہو گا کار بند نہ ہوئے۔

اس سوال کے جواب میں اگر آپ یہ کہینگے کہ وہ لوگ مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوئے تو اگرچہ اس جواب سے کہ وہ لوگ جو آپکی کورانہ تقلید اور اندھا دہند مریدی میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنا دین وایمان وعقل سب کچھ فروخت کر کے

مصرع۔ اگر یابم خریدارے فروشم دین وایماں را۔ کا مصداق ہو گئے یا

*: لاہور میں حکیم فضل الٰہی مرزا کا گویا ایجنٹ تھا اور اسکا گھر مرزائیوں کا ہیڈ کوارٹر یا ہوٹل تھا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ اور بڑی سختی وعذاب سے مرا۔ خاکسار لاہور سے تحقیق کر چکا ہے۔

وہ لوگ جو دل سے تو آپ کے معتقد نہیں۔ مگر روٹیوں کی خاطر آپ کی ہاں میں ہاں ملا کر مصداق مثل "ایں سگ در پئے نان" و "ایں نمکی برائے اکل" ہو رہے ہیں اور وہ ایک غریب آدمی ہونے کے بعد صدہا روپیہ کے مالک بن گئے ہیں مان جاینگے ولیکن جن لوگوں کو آپ سے اس قسم کے تعلقات نہیں اور وہ اصل واقعات وفات ان تینوں حواریوں سے بخوبی واقف ہیں یا نیوٹرل (غیر طرفداری) مقامی اشخاص کی شہادت سے واقف ہوسکتے ہیں وہ اس جواب کو ہرگز تسلیم نہ کرینگے بلکہ دام افتادہ مریدوں میں سے بھی جو صرف وہ ہو کہ جس آکر آپ کی مریدی میں بعض ہو گئے ہیں اور وہ خاص دارالامان قادیاں میں رہتے ہیں اور محمد افضل کی طاعونی موت سے واقف ہیں اور برہان جہلمی اور رحیال سید والوی کی کیفیت موت طاعون جہلم و سید والے پہنچکر معلوم کر سکتے ہیں بھی اس جواب کو تسلیم نہ کرینگے اور اگر کچھ فہم وحس رکھتے ہونگے تو آپ کی تقلید و مریدی کے پھندے سے نکل جائیں گے۔

اور اگر آپ سوال کا یہ جواب دینگے کہ جو لوگ میرے مریدوں میں سے مبتلاء طاعون ہوئے ہیں وہ میرے پورے پیرو نہ تھے اور انہیں میں سے یہ تینوں یا ایک محمد افضل حواری بھی تھا خدا تعالےٰ نے مجھے ان کے پورے پیرو ہونے اور کامل الایمان ہونے سے مطلع نہیں کیا (چنانچہ یہ بات ایک ارگن میں آپنے اپنی طرف سے چھپوا دی ہے) اور انکی نسبت آپ یہ کہدینگے کہ وہ لوگ اگرچہ میری خاکی چاردیواری میں کتے کی طرح کبھی کبھی داخل ہوتے تھے مگر وہ میری روحانی چاردیواری میں داخل نہوئے تھے تو اس جواب کو بھی کوئی اہل بصیرت صاحب فہم وانصاف تسلیم نکریگا اور اسپر تعجب سے ایک یہ سوال کریگا کہ ایک رہگذر کتا (جو اتفاق سے آپ کے گھر میں داخل ہو جائے) صرف

اس وجہ سے کہ وہ آپکے دارالامان کی خاکی چار دیواری میں داخل ہو گیا تھا اس طاعون سے بچ جاوے اور ایک مہاجر دارالامان ایڈیٹر البدر اور مدد و آپ کے مذہب مشنری وواعظ (برہان دجال) باوجودیکہ وہ اپنی عمر کا ایک حصہ آپکے مشن (رسالت) میں صرف کر چکے تھے صرف اسوجہ سے کہ وہ ہنوز پورے پیرو نہ تھے کچھ کچے رہے تھے طاعون کا شکار ہو گئے یہ تو ابھی نہیں تو اور کیا ہے دوسرا یہ سوال کہ جب تک آپ پورے پیرو ہونے کا کوئی معیار مقرر نہ کرینگے جس سے سچے اور جھوٹے اور مخلص ومنافق کی تمیز ہو سکے اس پیشگوئی کو اپنی صداقت کا نشان اور اپنے دعوی کی برہان کیونکر بنا سکتے ہیں۔

ایسا کوئی معیار مقرر نہوگا تو آپ ہر شخص کی نسبت گو وہ آپکے گرم جوش مریدوں اور جان نثاروں سے ہوگا جب وہ طاعون سے مریگا یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ میرا پورا پیرو نہ تہا اور خدا تعالے نے مجھے اس کے اخلاص و ایمان سے مطلع نہ کیا تھا مثلاً اگر حکیم امتہ مرزائیہ نوردین خلیفہ اول۔ یا آپکے مدینہ علم لدنی کے دروازہ اور آپکے وکیل بالخصومۃ ومناظر مولوی محمد احسن خلیفہ دوم یا آپکے حامی جان نثار اپنی خاندانی ریاست کو آپ پر قربان کرنے والے خانصاحب محمد علی خاں خلیفہ سوم۔ یا آپکے خلیفہ چہارم۔ عبد الکریم متوفی (جو طاعون سے بڑھکر کاربنکل کے زخموں سے ہلاک ہوئے) کے قائم مقام ایڈیٹران الحکم والبدر طاعون سے ہلاک ہو جائیں گے تو آپ انکی بنسبت بھی بڑی دلیری سے یہ کہدینگے کہ یہ سب منافق تھے دل سے میرے پورے پیرو نہ تھے اور اس عذر وحیلہ سے آپ کسی مخلص وصادق مرید کے طاعون سے فوت ہو جانے سے بھی اس پیشگوئی کو جھوٹی نہ ہونے دیں گے۔ خاکسار نے ان باتوں کے آپکی طرف سے پیش ہونے کی

پیشگوئی اشاعۃ السنہ جلد ۲۰ کے صفحہ ۱۸ و صفحہ ۳۰ میں کر دی ہوئی ہے۔ لہذا اب مناسب نہیں کہ آپ میرے دوسرے سوال کے جواب میں یہ بات کہیں۔ بلکہ مناسب ہے کہ پوری بریت کا معیار ایسا مقرر کردیں جسپر یہ سوال وارد نہو اس خط کا جواب ایک ہفتہ تک نہ آیا تو اس خط کو رسالہ میں شائع کیا جائے گا۔

اس خط کا جواب ۲۲ مئی کو مرزا کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ وصول ہوا جسکا خلاصہ اسی کے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے۔

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالٰے۔

بعد دعوات مخلصانہ۔ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ جیسے اہل علم و فراست کو اگرچہ ایسا اعتراض بعید ہے مگر پھر بھی میں سوچتا ہوں کہ یہ مقتضائے بشریت ہے اور میں اپنی نسبت بھی تجربہ رکھتا ہوں کہ جب تک ایک امر پر میرا علم محیط نہو جائے اور جیسا کہ شرط ہے وسعت معلومات نہو جائے تب تک ممکن ہے کہ ایک رائے ظاہر کرنے میں غلطی کروں بجز اس حالت کے کہ خدا تعالٰے اپنے الہام خاص سے مجھے غلطی سے بچالے۔ عزیز من خدا تعالٰے نے جو مجھے میرے خاص رفیقوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہنے کی خبر دی ہے۔ وہ یہ الفاظ ہیں٭ ان الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔ پس جو لوگ خدا کے علم میں ایسے ہیں بیشک ان کو وہ بچائے گا غرض یہ پیشگوئی مشروط بشرط ہے اور اس بحث میں پڑنا گویا متشابہات میں دخل دینا ہے۔ رہی یہ پیشگوئی کہ انی احافظ کل من فی الدار اس میں کوئی شرط نہیں اور گیارہ سال سے اسکی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ اگر کوئی شخص اسکی تکذیب کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں انسان کا افتراء ہے اور یہ کہے کہ میں بھی دعوے

٭ آپکے الہام میں ان کا لفظ ہوگا قرآن مجید میں یہ الہام نازل ہوا ہے تو اسمیں الذین ہی مرزا صاحب نے یہ الہام قرآن [illegible]

کرتا ہوں کہ میں آیندہ سال معہ جمیع من فی الدار کے طاعون سے محفوظ رہونگا تو وہ ہرگز محفوظ نہ رہیگا۔ اب معاف فرماویں آپکے خط کا جواب اتنا لکھنا پڑا۔ جناب غلام احمد" اور اس خط کے ساتھ ایک کتاب حقیقۃ الوحی بھی بھیجی جسکا قادیانی اخباروں میں بڑا ذکر و چرچا ہورہا ہے۔ اس خط کے جواب میں خاکسار نے یہ یہ کھلی چٹھی لکھی ہے جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے (بٹالہ ۲۸ رمئی ۱۹۰۷ء)

مائی اولڈ فرینڈ کرشن اوف قادیان۔ بعد السلام

دعائے صحت ظاہری و باطنی جسمانی و اعتقادی کے بعد نہایت اخلاص و کمال نصح سے چند فقرات لکھے جاتے ہیں توجہ و حسن ظنی سے مطالعہ فرماویں۔

(۱) آپکا خط ۲۲ رمئی کو ایک ڈیپوٹیشن (وفد) کے ذریعہ جسکے پریسیڈنٹ مولوی محمد احسن امروہی تھے اور وہی کتاب حقیقۃ الوحی لیکر آئے تھے پہنچا جس کا خلاصہ اوپر منقول ہوچکا ہے اس خط کو میں نے دیکھا اور کتاب حقیقۃ الوحی کو بھی میں نے دو دن لگا کر اپنے رسالہ کا کام چھوڑ کر غور سے پڑھا اس سے پہلے آپکا آخری فیصلہ بحق مولوی ثناء اللہ الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء بھی پڑھا اور اس کے بعد وہ فیصلہ در فیصلہ بحق ڈاکٹر عبدالحکیم خان ایک مستقل تحریر میں جو آپکی منگلوری پارٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے دیکھا اور اس سے پہلے فیصلہ بحق ڈاکٹر ریویو ماہ اگست ۱۹۰۶ء میں دیکھا تھا مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ میرے خط ۲۲ رمئی کا جواب نہ آپکے اس خط میں ہے نہ کتاب حقیقۃ الوحی میں نہ ان سیلجات میں بلکہ آپکے اس خط نے میرے اعتراض کو اور پختہ کر دیا ہے پہلی پیشگوئی کے الفاظ اور اسکی شرح سے آپنے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مجھے علم نہیں کہ وہ لوگ جو میرے خاص رفیقوں سے طاعون سے فوت ہوگئے ہیں یا جو آیندہ فوت ہوجائیں گے وہ طاعون سے کیوں فوت ہوئے ہیں اور مجھے علم نہیں کہ کون

شخص میرے مریدوں سے اس پیشگوئی کی شرط "عدم ظلم" کے مطابق اس طاعون سے بچیگا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کی اس شرط کو کہ "جو لوگ اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملاوینگے وہی اس طاعون سے بچینگے" خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ شرط کس شخص میں میرے خاص رفیقوں میں سے پائی جاتی ہے جو ایسا ہوگا وہی بچیگا میں نہیں جانتا کہ کون ایسا ہے اور کون بچیگا اور وہ لوگ جو مبتلا طاعون ہوگئے کیوں نہ بچے" اور یہی جواب بعینہٖ میرے اعتراض کا محل تھا کہ پوری پیروی کا کوئی معیار مقرر نہوگا تو آپ اپنے خلفاء ار بعہ طاعون سے فوت ہوجانے پر بھی عذر کرکے اس پیشگوئی کو جھوٹی نہونے دیں گے عبارت خط اوّل خاکسار اور اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ کا صفحہ ۱۸ و ۳۱۸ و ۱۸ ملاحظہ ہو۔

اس اعتراض کے علاوہ اس سے بھی بڑھکر اس تشریح و عذر پر دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ باوجود اظہار اعتراف اس امر کے کہ پہلی پیشگوئی متشابہات سے ہے اسکو اپنے منکروں و مخالفوں کے مقابلہ میں اپنی تائید و تصدیق کے لیے کیوں پیش کیا۔ کیا کبھی سچے ملہم یا نبی نے آیات متشابہات کو اپنے منکروں اور مخالفوں کے سامنے اپنی تائید و تصدیق کے لیے پیش کیا ہے۔ اور آپ کم سے کم کوئی ایک ہی مثال اسکی پیش کرسکتے ہیں۔

اس باب میں قرآن مجید کا تو یہ فیصلہ ہے کہ آیات متشابہات تو صرف مومنوں سے ایمان و تسلیم کی نظر سے نازل کی گئی ہیں جو متشابہات کو سنکر "آمنّا بہ کل من عند ربنا" کہتے تھے (شروع سورۃ آل عمران ملاحظہ ہو)۔ لہذا آپکا اس پیشگوئی کو متشابہات سے قرار دینا اور پھر اسکو اپنے منکروں و مخالفوں کے مقابلہ میں اپنے دعوئے الہام کے ثبوت کے لیے پیش کرنا کیونکر جائز و مناسب ہوسکتا ہے۔ اور یہ کیوں افسوس کا محل نہو۔ آپ تو بزعم خود

وبحسب اعتراف خویش درسی علم نہیں رکھتے صرف لدنی علم کے مدعی ہیں زیادہ تر افسوس مولوی محمد احسن و حکیم نوردین پر ہے کہ وہ کسیقدر ظاہری و درسی علم بھی رکھتے ہیں اور پھر آپ کی ایسی بے سر و پا باتوں کو مان کر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ پچھلا لکھا پڑھا سب بھول گئے اور مصرعہ ~ جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے سو وہ ایکدم میں بھلا دیا کے مصداق بن گئے ہیں۔ یہ خط میرے پاس مولوی محمد احسن خود لائے اور پھر وہ آپکو نہ کہہ سکے کہ یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض اسپر یہ وارد ہوتا ہے کہ پہلے آپکے اشتہار متعلق طاعون ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں (جو اشاعۃ السنۃ جلد ۲۰ کے صفحہ ۱۹ میں منقول ہے) اس پیشگوئی میں شرط "عدم ظلم" مذکور نہیں بلکہ اسکے برخلاف اوی القریۃ کہکر تمام گاؤں کو جو چوہڑے چمار۔ ہندو۔ آریہ وغیرہ ظالمین ساکنین گاؤں کو بھی شامل ہے بچانے کا وعدہ دیا گیا ہے اور دوسرے اشتہار ۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء (جو جلد مذکور کے صفحہ ۲۳ میں) اور تیسرے اشتہار ۱۷ مارچ سنہ ء میں (جو اسکے صفحہ ۳۲ میں منقول ہے) بھی اس شرط کا نام و نشان نہیں بلکہ تیسرے اشتہار میں دس لاکھ کی آبادی والے شہر کو بچانے کا وعدہ کیا ہے جو یقیناً ہندوؤں وغیرہ ظالموں کو شامل ہے مرزائی پارٹی کے مخلصوں سے مخصوص نہیں کیونکہ انکی تعداد ہنوز دس لاکھ کو نہیں پہنچی۔ اور چوتھے اشتہار میں جو صفحہ ۴۳ میں اس جلد کے شائع ہوا ہے نیز اس شرط کا ذکر نہیں اور پانچویں اشتہار (رسالہ دافع البلاء) میں (جو صفحہ ۸۴ جلد ۲۰ میں منقول ہے) تو آپنے اس کے برخلاف ایسی توسیع کردی کہ تمام موضع قادیان کو صرف اپنے وجود کا تخت گاہ ہونے سبب طاعون سے ایسا پاک محفوظ قرار دیا ہے کہ باہر سے طاعون زدہ آنے والے اشخاص کو بھی اس قادیان نے طاعون سے بچا لیا ہے۔ کیونکہ وہ قادیان خدا کے رسول (مرزا) کا تخت گاہ تھا۔

الغرض چار برس تک یہ پیشگوئی بغیر قید شرط مذکور شائع ہوتی رہی۔ پھر جب خاص قادیان میں طاعون واقع ہونے سے یہ پیشگوئی جھوٹی ہونے لگی تب پانچویں سال سنہ ۱۹۰۲ء پہلے تو آپنے رسالہ دافع البلاء میں اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے یہ بات بنائی اور اس پیشگوئی میں یہ قید لگائی کہ قادیان میں طاعون آئیگا تو وہ جارف یعنی جھاڑو دینے والا اور کتوں کی طرح مارنے اور بربادی و بالکل تباہی کرنے والا نہوگا۔ پھر اس بات کی نسبت آپکو یہ سوجھی کہ چار برس سے اصل پیشگوئی کے بعد پانچویں سال ایسی قید لگانا صریح بناوٹ اور ہنسی کا محل ہوگا تو پھر اس سے چھٹے مہینے آپ کی چھٹی تحریر (کشتی نوح) شائع ہوئی۔ تو اس میں آپنے اس پیشگوئی میں کامل پیروی اور تقویٰ ..... کی قید لگادی اور اس پیشگوئی کی یہ تفسیر کی کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ مکمل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اسوقت آپکو یہ عربی الہام نہ سوجھا اور نہ کشتی نوح میں درج ہوا۔ پھر سنہ ۱۹۰۳ء میں آپکی ساتویں تحریر رسالہ مواہب الرحمن شائع ہوا تو اسوقت بھی آپکے ملہم کو یہ الہام عربی یاد نہ آیا اور نہ وہ اس رسالہ میں درج ہوا اور جب دس برس تک اس الہام کا آپکی تحریرات متعلقہ پیشگوئی طاعون میں نام و نشان نہ پایا گیا بلکہ برخلاف اسکے اس پیشگوئی میں چار برس تک اطلاق و عموم چلا آیا۔ پانچویں برس قیدیں لگانا شروع ہوا تو بھی یہ الہام نہ سوجھا تو اب سنہ ۱۹۰۷ء اس الہام کے ذریعہ اس پیشگوئی میں شرط لگانا کیونکر جائز ہے۔ اور یہ اللہ جلشانہ ملہم الصادقین سے کیونکر متصور ہے۔ ایسی شرط کی نسبت اہل عقل اور طالبان حق کو یہ گمان نہوگا کہ یہ شرطیں موقعہ دیکھکر بعد از وقت لگائی گئی ہیں اور مشت بعد از جنگ کی مصداق ہیں صفحہ ۱۸-۹-۳-۶۸-جلد ۲۰-

اشاعۃ السنہ ملاحظہ ہو۔

دوسری پیشگوئی کو تو آپ کھلے الفاظ سے غیر مشروط بشرط بتا چکے ہیں جسکی وجہ سے ایک کتا آپکے گھر میں داخل ہونے والا طاعون سے بچ سکتا ہے۔ اس تعمیم نے بھی میرے اعتراض کو اور پختہ کر دیا ہے کہ کتا تو صرف آپکے گھر میں اتفاقاً داخل ہونے سے بچ گیا اور برہان جہلمی اور رجال سید دہلوی جو اس مقدس گھر میں بارہا داخل ہو کر اس بیت کے مصداق بن چکے تھے ؎

سگِ درگاہِ مرزا شو چو خواہی قرب یزدانی ❊
کہ بر شیران شرف دارد سگِ این درگاہ خاقانی

اور خاص کر ایڈیٹر البدر جو اس گھر کا حضوری کتا تھا۔ اور بحکم مثل مشہور "سگ حضوری بہ از برادرِ دوری"! ہزاروں بلکہ لاکھوں آفاقی (بیرونجات کے) مرزائیوں سے افضل گویا اسم بامسمّیٰ تھا و بتسلیم و اعتراف خلیفہ ثانی مولوی محمد احسن از پریذیڈنٹ ڈیپوٹیشن حامل کتاب آسمانی (حقیقۃ الوحی) اسی طاعون سے وہ ہلاک ہوا ہے۔ اس طاعون سے نہ بچ سکا یہ بوالعجبی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا آپکے بلاغرض وطمع دنیاوی معتقد اس پر یہ شعر نہ پڑھینگے ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ❊
ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست

میرے اس خط اوّل کو تو آپنے اپنے جواب میں ان وجوہات کی شہادت سے پختہ کیا اس خط کے اخیر میں جو آپنے کہا ہے (گویا میرے اعتراض کا دوسرا جواب دیا ہے) کہ جو شخص ان پیشگوئیوں کو جھوٹا کہے اور انسانی افترا قرار دے وہ بھی ایسی پیشگوئی کرے کہ میں آیندہ سال مع جمیع من فی الدار طاعون سے محفوظ رہونگا وہ ہرگز محفوظ نہ رہے گا۔ اس چیلنج میں آپنے مجھے

شامل کرلیا ہے۔ گو اخیر میں اسپر معافی چاہی اور اسپر عذر بھی کردیا ہے۔ یہ آپکا پرانا ہتھیار اور وہ ہتکنڈا ہے جس سے آپنے ہزاروں سادہ لوح اور حمقاء مخلوق خدا کو دام میں پھنسا رکھا ہے۔ اس ہتکنڈی کا جواب آپکو اشاعۃ السنہ میں بارہا دیا گیا ہے۔ مگر آپ بڑے صاحب حوصلہ ہیں ایک بات کا جواب بارہا سنکر اس کا اعادہ کردیتے ہیں لیجئے آپکی خاطر اور آپکے دام سے لوگوں کو چھڑانے کی غرض سے پھر کہا جاتا ہے۔ یہ بات آپ ان لوگوں کو کرسکتے ہیں جو آپکے مقابلہ میں الہام کے مدعی ہوں اور وہ بالمقابلہ آپکے حق میں پیشگویاں کرچکے ہوں جو لوگ بجز انبیاء علیہم السلام کسی کے الہام کو نہیں مانتے اور اس کو حجت شرعی نہیں جانتے اور خود الہام کے مدعی نہیں ہیں ان کے مقابلہ میں یہ بات کہنا دھوکھ دہی اور ابلہ فریبی ہے۔ اور یہ کام راست باز اور صادق ملہموں کا کام نہیں ہے۔ ملہم کیا کسی ادنے عقلمند صاحب حیاء و شرم کا یہ کام نہیں کہ جس امر کا کوئی منکر ہو اسی امر میں اس سے معارضہ بالمثل کا مطالبہ کرے۔ مثلاً ایک شخص کیمیاگری کا منکر ہے اس کو کوئی عقلمند صاحب حیا و شرم کیمیاگر اپنی کیمیاگری کے ثبوت کے لیئے یہ نہیں کہ سکتا کہ اگر تم میرے کیمیاگر ہونے کو نہیں مانتے تو تم کیمیا بناکر دکھا دو۔ منکر کیمیاگری اس مدعی کیمیاگری کے جواب میں یہی کہیگا کہ میں کیمیاگری کا قائل ہی نہیں تو تمہارے مقابلہ میں کیمیا بناکر کیونکر دکھاؤں۔

ایسا ہی وہ شخص جو خود الہام کا مدعی نہو اور دوسرے کے دعوی الہام یا پیشگوئی کو دروغ جانتا ہو اس کو مدعی الہام یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے الہام کو تم نہیں مانتے تو تم بھی اپنا الہام سناؤ اور الہامی پیشگوئی کرکے دکھاؤ اسکے جواب میں اس کے الہام کا منکر یہی کہیگا کہ میں الہام و پیشگوئی کا مدعی ہی نہیں تو میں بالمقابلہ پیشگوئی کیوں کروں کیا میں بھی تمہاری طرح جھوٹھا اور مفتری علے اللہ بنوں یا

اپنی دلی اور خیالی باتوں اور حدیث النفس کو الہام الٰہی قرار دوں۔ اگر کسی ناعاقبت اندیش نے آپکے مقابلہ میں ایسا کیا ہے اور کسی مسخرے ٹھٹھولی نے بطور تمسخر آپکے مقابلہ میں کوئی الہام گھڑ کر شائع کیا ہے۔ یا کسی علوم دین قرآن و حدیث و اصول وکلام سے محض ناواقف نے اپنی حدیث النفس (خیالی بات) کو الہام سمجھکر آپ کے مقابلہ میں پیش کیا ہے اور وہ اپنے خیالی الہام یا تمسخر میں صادق نہیں نکلا اور ناکام رہا تو اس پر آپ دوسرے اشخاص کو جو علوم دین سے واقف ہیں اور خداداد عقل و فراست رکھتے ہیں قیاس نہ کریں اور یہ طمع نہ رکھیں کہ وہ بھی اپنی حدیث النفس (خیالی بات) کو الہام سمجھکر یا دیدہ دانستہ خدا تعالےٰ پر افترا کر کے آپ جیسی پیشگوئی کر کے آپ کے پھندے میں پھنس جائیں گے اور اس ہتکنڈے کی زد میں آجائیں گے۔

اس ابلہ فریب جواب میں جو آپنے خاکسار کو بھی شامل کیا ہے یہ محل شکایت و افسوس ہے مگر چونکہ آپ نے عذر کر کے معافی بھی مانگ لی ہے لہذا میں آپ کو معاف کرتا ہوں بشرطیکہ آیندہ مجھ سے یہ چال اختیار نکریں بلکہ یہ چال ابلہ فریب بالکل چھوڑ دیں اور کسی سے بھی جو آپکی مانند مدعی الہام نہو معارضہ بالمثل کا مطالبہ نکریں۔

مدعی الہام سے آپکی اس چال کو اس لیئے جائز تسلیم کیا گیا ہے کہ مکّے والے مشرک لوگ قرآن کو افترا کہتے اور خود اسکی مثل بنانے کے مدعی بنتے اور یہہ کہتے لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا تو انکے جواب میں انکے مدعی ہونے کی وجہ سے کہا گیا قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات یعنی تم مدعی ہوا اور ہمارے رسول کو مفتری کہتے ہو تو تم بھی دس ہی سورتیں ایسی ہی بنا ولی لاکر دکھاؤ اس سے وہ عاجز آگئے تو کہا گیا فاتوا بسورۃ من مثلہ ایسی ایک

ہی سورت بنا کر لے آؤ۔

یہ معارضہ بالمثل کے مطالبہ کا جواب ہے اب اس دھمکی کا جواب دیا جاتا ہے جو بالمقابلہ پیشگوئی کرنے والے کو آپ نے دی ہے اور یہ کہا ہے کہ جو ایسی پیشگوئی کریگا وہ ایک سال میں مبتلا طاعون ہو جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ اس دھمکی سے کوئی احمق ڈر جائے تو ڈرے اور جہنم میں پڑے۔ خس کم جہاں پاک عقلمند تو ایسی دھمکیوں سے نہیں ڈرتے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ دھمکی صرف گیدڑ بھبکی ہے۔ آپکی ایسی پیشگوئی و دھمکی آگے کونسی سچی ہوگئی ہے۔ کیا عبد اللہ آتھم۔ لیکھرام۔ مرزا احمد بیگ داماد احمد بیگ۔ صوفی عبد الحق غزنوی وغیرہ وغیرہ آپ کی دھمکی اور پیشگوئی کے مطابق مرے ہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ پہلے تین گو مر چکے ہیں مگر وہ مضمون پیشگوئی کو جھوٹا کر کے مرے ہیں اور آخری دو ابتک زندہ ہیں۔ میرے اس جواب سے آپکو اور آپکے مریدوں مقلدوں کو جوش تو آئیگا مگر وہ جوش تب لائق لحاظ ہوگا جبکہ آپ لوگ ہمارے ان مضامین اشاعۃ السنہ کا جن میں ان اشخاص کا آپ کی پیشگوئی کو جھوٹا کرنیکا بیان ہے جواب دینگے۔

یہ آپ کے اس خط کا جواب ہے اور میرے خط کے جواب میں اس کے ناکافی ہونے کا ثبوت ہے۔ اسی میں فیصلہ آخری مولوی ثناء اللہ صاحب اور فیصلہ بحق ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب پر ریویو بھی ہو گیا کہ وہ فیصلے محض مغالطے ہیں اور انہیں فیصلوں کے ہمرنگ و ہم سنگ ہیں جو پہلے مخاطبوں عبد اللہ آتھم وغیرہ کے حق میں آپ کر چکے ہیں اور ان فیصلوں میں وہی اہمال و اجمال ہے جو پہلے فیصلوں میں تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں یہ الفاظ کہ اے خدا میری زندگی میں سکو طاعون ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے نابود کر نہایت مہمل ہے نہ اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی ہے نہ سبب خاص مرض الموت بیان ہوا اور ایک کی زندگی میں